حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے (پر) گواہوں اور اس کے لکھنے والوں پر لعنت بھیجی (ترمذی شریف)

سود کے جدید مسائل

کسبِ حلال و کے فضائل

کاوش: محمد گوہر طفیل (متعلم: درسِ نظامی، شہادۃ المتوسطہ)

خصوصی کاوش

(1)

محمد گوہر طفیل

سود کے جدید مسائل
مع
کسب حلال کی فضیلت

ربا کی لغوی تعریف:

علامہ میر سید شریف علی بن محمد جرجانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 814ھ) لکھتے ہیں۔

"اَلرِّبَاءُ هُوَ فِي اللُّغَةِ : اَلزِّيَادَةُ"

(کتاب التعریفات للشریف الجرجانی)

سود کی اصطلاحی تعریف:

"كُلُّ قَرْضٍ جَرَّ مَنْفَعَةً فَهُوَ رِبًا"

ہر وہ قرض جو نفع کھینچے وہ سود ہے

فتاوی رضویہ (33 جلدوں پر مشتمل) میں سود کی اصطلاحی تعریف:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی (1340ھ) (حضرت پیر علاؤالدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے پردادا استاد) لکھتے ہیں۔

"وہ زیادت (زیادتی) کہ عوض سے خالی ہو اور معاہدہ میں اسکا استحقاق (مستحق ہونا) قرار پایا ہو سود ہے مثلاً سو روپے قرض دیئے اور ٹھہرالیا کہ بیسہ اوپر سو مثلاً سو روپے قرض دیئے اور ٹھہرالیا کہ بیسہ اوپر سو روپے لے گا تو یہ بیسہ عوض شرعی سے خالی ہے لہذا سود حرام ہے

(فتاوی رضویہ، جلد 17 کتاب الربوا)

قرآنی آیات اور انکی تفسیر

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے

اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰواۘ وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰواؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَؕ وَ اَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِؕ وَ مَنْ عَادَ فَاُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ

سورۃ البقرہ آیت 275

ترجمہ:۔ جو سود کھاتے ہیں قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھوکر مخبوط بنا دیا ہو یہ اس لیے کہ انہوں نے کہا بیع بھی سود ہی کی مانند ہے اور اللہ نے حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سود کو تو جسے اس کے رب کے پاس سے نصیحت آئی اور وہ باز رہا تو اسے حلال ہے جو وہ پہلے لے چکا اور اس کا کام خدا کے سپرد ہے اور جو اب ایسی حرکت کرے گا دوزخی ہے وہ اس میں مدتوں رہیں گے

تفسیر نعیمی میں:۔

تفسیر نعیمی میں حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1391ھ فرماتے ہیں:

جو لوگ سود لیتے ہیں قیامت کے دن ان کی پہچان یہ ہوگی کہ اس دن مردے اُٹھ کر سواریوں پر کوئی پیدل اور کوئی آہستہ اور کوئی دوڑتا ہوا زمین محشر کی طرف چلے گا مگر سود خور اپنے پیٹ کے بوجھ سے چلیں گے اس دن کفار

بھی قبور سے اٹھ کر آسانی سے جائیں گے مگر سود خور کو چلنا پھرنا
مشکل ہو گا اور یہی قیامت کے دن سود خور کی پہچان ہو گی"

تفسیر روح البیان میں :۔

حضرت امام اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ
(متوفی 1137ھ) فرماتے ہیں
(قیامت کے دن) جب لوگ قبروں
سے نکلیں گے تو محشر کے میدان میں دوڑتے آئیں گے لیکن
مگر جب سود خور اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو اٹھتے ہی گر
جائیں گے۔ بے ہوشی اور مرگی والے کی طرح اس لیے کہ ربوا
(سود) کا معنی ہے زیادتی' اس سے ان کے پیٹ پھول
جائیں گے تو وہ دوڑ نہیں سکیں گے (تفسیر روح البیان)
ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ؕ
وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ۝
ترجمہ: اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات
کو اور اللہ کو پسند نہیں آتا کوئی ناشکرا بڑا گنہگار۔

سود خور دنیا اور آخرت کی برکت سے محروم :۔

حضرت سید عبد اللہ بن عباس
رضی اللہ عنہ (متوفی 68ھ) اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:
"خدا تعالیٰ سود خوروں کے مال کی برکت کھو دیتا
ہے، نہ دنیا میں پھلتا ہے نہ آخرت میں نفع دے گا صدقہ
کو اللہ تعالیٰ بڑھاتا ہے دو گنا چوگنا بلکہ ہزار گنا کر دیتا
ہے۔ خدا تعالیٰ کافروں کو جو سود کو حلال سمجھیں اور فاسقوں

کو جو حلال سمجھ کر کھائیں۔

دونوں کو دوست نہیں رکھتا دونوں سزا کے مستحق ہیں۔"

(تفسیر ابن عباس)

سود اصل مال کو بھی ہلاک کر دیتا ہے:۔

حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ

پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1225ھ)

اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں

ای یذھب برکتہ ویھلک

المال الذین یدخل فیہ

ترجمہ:۔ اس کی برکت زائل ہو جاتی ہے اور وہ مال ہلاک ہو جاتا ہے جس میں سود شامل ہوتا ہے

(تفسیر مظہری)

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ

وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ج وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَکُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِکُمْ ج لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ہ

(پارہ 3 سورۃ بقرہ آیت 278)

ترجمہ کنز الایمان اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سود سے اگر مسلمان ہو پھر اگر ایسا نہ کرو تو یقین کر لو کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے لڑائی کا اور اگر تم توبہ کرو تو اپنا مال لے لو نہ تم کسی کو نقصان پہنچاؤ اور نہ تمہیں نقصان ہو۔

تفسیر نعیمی میں:۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1391ھ) فرماتے ہیں۔
دو جرموں کے سوا کسی گناہ پر رب کی طرف سے اعلانِ جنگ نہیں دیا گیا وہ دو جرم یہ ہیں۔
(1) سود لینا ② اولیاء اللہ سے عداوت رکھنا
سود خوری سے قحط سالی رشوت سے عیب اور بدکاری سے وباء پھیلتی ہے۔ سود لینا سود دینے سے زیادہ خطرناک ہے کیونکہ رب نے ہر جگہ سود لینے کی ممانعت پر زور دیا ہے اور انہی سود خوروں کو اعلانِ جنگ بھی دیا ہے۔
امام اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حرمتِ سود کی آیتوں میں یہ آیت سخت خوفناک ہے کہ اس میں ڈرایا گیا ہے کہ سود خود کہیں کافر ہو کر نہ مرے۔ کہیں کافروں والی آگ میں نہ جائے۔ (تفسیرِ نعیمی)

احادیث مع شرح:۔

اب ان احادیث کا ذکر کیا جائے گا جن میں سود کی مذمت کا بیان ہے اور سود کا لین دین کرنے والوں کے لیے وعیدوں کا ذکر ہے

سود کا انجام کمی ہی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: سود اگرچہ بہت ہو مگر انجام کمی کی طرف لوٹتا ہے (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الربوا)

سود کا پیسہ اصل مال بھی لے جاتا ہے:۔

مراۃ المناجیح میں
اس حدیث کی شرح میں حکیم الامت مفتی احمد یار خان
نعیمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1391ھ) فرماتے ہیں۔
فقیر (مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ) نے بڑے
بڑے سود خور برباد ہوکر ذلیل و خوار ہوتے دیکھے بعض
جلدی اور بعض دیر سے۔ سود کا پیسہ اصل مال بھی لینے
اور برباد کرنے آتا ہے۔ (مراۃ المناجیح جلد 4)

سود خور پر آقائے کائنات علیہ السلام کی لعنت:۔

سود لینے والا اور سود دینے والا اس
پر گواہ بننے والا اس کو تحریر کرنے والا جبکہ اس کو معلوم
ہو کہ میں سود لکھ رہا ہوں ان سب پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی زبان اقدس سے لعنت کی گئی (مکاشفۃ القلوب)

سود کا گناہ ستر حصے ہے:۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ارشاد فرمایا۔
"سود کا گناہ ستر حصے ہے ان میں سے کم درجہ
یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی ماں سے زنا کرے (العیاذ باللہ تعالیٰ)

حرام کھانے والے کے فرض و نفل قبول نہیں:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا
عذاب کے مستحق لوگوں کے گھروں پر ہر دن اور ہر رات

ایک فرشتہ پکارتا دیتا ہے
جس نے حرام کھایا اس کا نہ کوئی نفل قبول ہے
نہ فرض۔

سود کے تہتر (73) دروازے :۔

حضرت عبداللہ بن مسعود
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ارشاد فرمایا سود کے 73 دروازے ہیں سب سے ہلکا
دروازہ اپنی ماں کے ساتھ زنا کے مثل ہے۔

حج قبول نہیں :۔

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ارشاد فرمایا۔
جس نے حرام مال سے حج کیا اور لبیک کہا تو
اللہ عزوجل فرماتا ہے تیری کوئی لبیک نہیں نہ ہی سعدیک
اور تیرا حج تجھ پر لوٹا دیا گیا۔

ہر شخص سودی :۔

رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا فرمان عالیشان ہے۔
لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ سود
کھائے بغیر کوئی شخص نہیں ہو گا۔ عرض کیا یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہر شخص سود کھائے گا۔ آپ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو نہ کھائے گا اس تک

سود کی پکار ضرور پہنچ جائے گی

مال حرام کھانے سے دعا قبول نہیں ہوتی۔

ایک حدیث پاک کے آخر میں ہے

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس بندے کا ذکر فرمایا جو طویل سفر کرتا ہے پریشان حال اور چہرہ غبار آلود ہے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھاتے کہہ رہا ہے اے پروردگار اے پروردگار جبکہ اس کا کھانا حرام ہے پینا حرام ہے لباس حرام ہے اور حرام سے ہی اسے غذا ملی ہے اب اس کی دعا کیسے قبول ہوگی؟ (مکاشفۃ القلوب)

سود کو حرام قرار دینے کی حکمتیں۔

ربا کے حرام ہونے کی

حسب ذیل وجوہ ہیں۔

(۱) سود خوری کی وجہ سے انسان بغیر کسی عمل کے پیسہ کمانے کا عادی ہو جاتا ہے۔ کیونکہ سود کے ذریعے تجارت یا صنعت و حرفت میں کوئی جدوجہد کیے بغیر پیسہ حاصل ہو جاتا ہے

(۲) سود میں بغیر کسی عوض کے نفع ملتا ہے اور شریعت نے بغیر حق شرعی کے مال لینے کو ناجائز قرار دیا ہے لہٰذا محروموں اور ناداروں کے استحصال سے منع کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

سو شخص کے پاس اس کے رب کی طرف سے نصیحت آگئی، پس وہ (سود سے) باز آگیا تو جو کچھ وہ پہلے لے چکا ہے وہ اس کا ہو گیا اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے۔ اور جس نے دوبارہ اسکا اعادہ کیا تو وہی لوگ دوزخی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

(البقرۃ : 275)

نفع اور سود میں فرق :۔

اللہ تعالیٰ نے بیع کو جائز کہا ہے
اور سود کو نا جائز کہا ہے اور ان میں فرق بالکل واضح ہے
ہم دوکاندار سے پانچ روپیہ کی چیز چھ روپے میں یہ خوشی
خرید لیتے ہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ ہر چند کہ یہ چیز
پانچ روپے کی ہے لیکن اس چیز پر دوکاندار کی محنت
ذہانت اور وقت خرچ ہوا ہے۔ اور اس ایک زائد
روپے کو ہم اس کی ذہنی اور جسمانی محنت کا عوض قرار
دیتے ہیں لیکن جب ایک شخص پانچ روپے پر ایک
روپیہ سود لیتا ہے تو ایک روپیہ میں مدت کے سوا
اور کوئی چیز نہیں۔

[illegible]

مالی لین دین کی تین اہم صورتیں

① بطورِ امانت دینا

② بطورِ قرض دینا

③ بطورِ انویسٹ دینا

۱۔ امانت کے احکام:-

امانت کو خرچ نہیں کیا جا سکتا۔ امانت کی حفاظت کرنا ہوگی۔ امانت کی پوری حفاظت کی گئی لیکن

پھر بھی چوری ہو گئی یا از خود ضائع ہو گئی تو اس پر تاوان نہیں البتہ ذاتی غفلت سے ضائع ہو گی تو تاوان ہو گا۔

2 قرض کے احکام:-

قرض کا مقصود خرچ کرنا ہوتا ہے قرض میں شے باقی نہیں رہتی بلکہ قرض لیا ہی اس لئے جاتا ہے کہ رقم وغیرہ سے ضروریات پوری کی جائیں۔ قرض میں لی گئی چیز خود ضائع ہو یا ذاتی غفلت سے دونوں صورتوں میں تاوان ہے۔

انویسٹ کی گئی رقم کا استعمال:-

جو رقم بطور انویسٹ دی گئی ایسی رقم کو راس المال یا "Capital" کہتے ہیں۔ یہ رقم کسی دوسرے کو نفع نقصان کی بنا پر دی جاتی ہے۔ جس کو کاروبار سکیے۔ یہ رقم دی گئی ہے اگر اس کی طرف سے بھی رقم شامل ہو تو اس معاہدے کو شراکت "Partner Ship" کہتے ہیں۔ اگر دوسرے کی طرف محنت ہو رقم نہ ہو تو اس معاہدے کو مضاربت کہتے ہیں۔ معاہدہ شرکت اور مضاربت کی تفصیل کے لیے بہار شریعت کا مطالعہ بہت مفید ہے۔ یا پھر تجارت کورس کے لیکچر ملاحظہ ہوں۔

ہمارے معمول کے لین دین میں قرض اور امانت کی مثالیں:-

ہمارا کسی شخص کو ادھار رقم دینا قرض ہے

② ہم جو رقم بنکوں کے کرنٹ اکاؤنٹ میں جمع کرواتے ہیں وہ قرض کے حکم میں ہے۔

③ جو رقم بی سی یا کمیٹی میں جمع کرتے ہیں وہ قرض کے حکم میں ہے

④ حسن نے رقم جمع کروائی اور بی سی یا کمیٹی نکل آئی اور رقم اس نے وصول کرلی تو اضافی رقم اس پر قرض ہوئی۔

⑤ ہماری جو رقم جی پی فنڈ کی مد میں جمع ہوتی ہے وہ کمپنی یا بینک پر قرض ہے

⑥ گری پڑی کوئی چیز ملے یا دکان پر گاہک کا کوئی سامان رہ جائے تو وہ امانت ہے۔
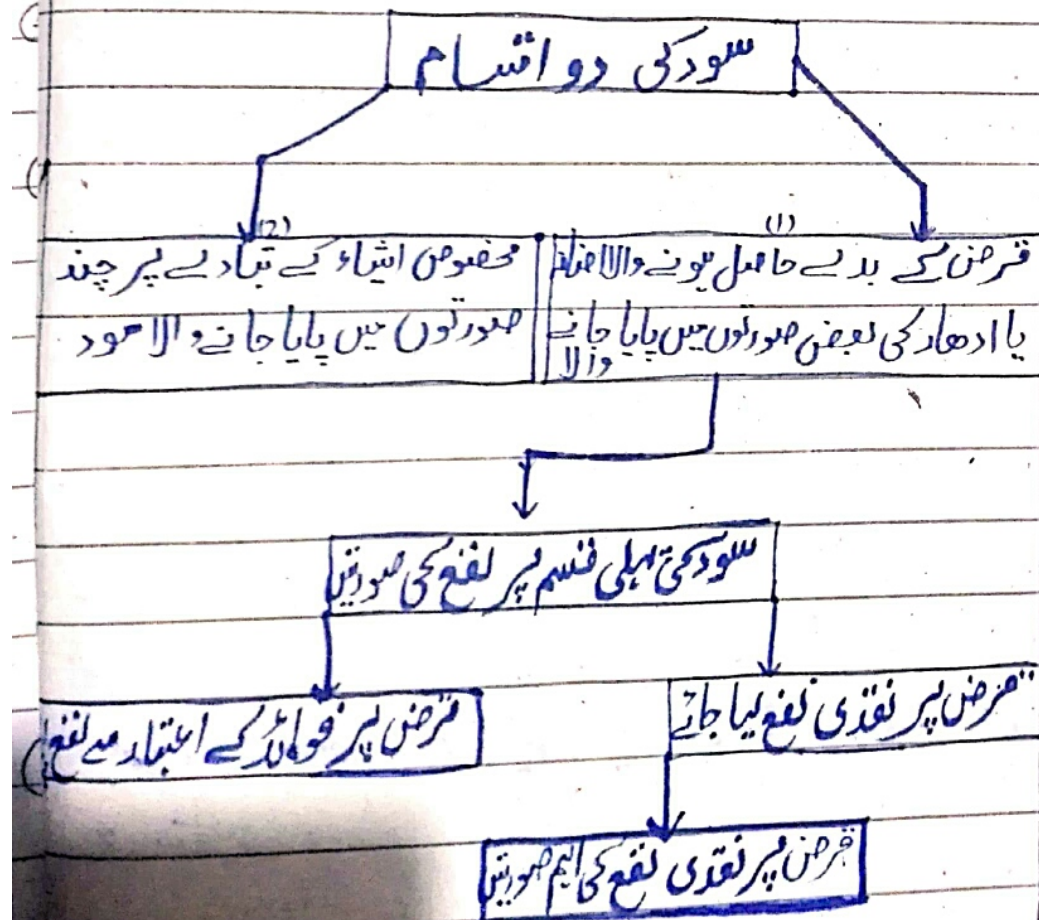
قرض کے اوپر نقدی نفع کی اہم صورتیں:

1. سودی بینکوں کے مختلف ناموں سے نفع دینے والے تمام اکاؤنٹ قرض پر نفع دینے کی مثال ہیں خواہ وہ سیونگ اکاؤنٹ کے نام پر ہوں یا مختلف سرٹیفکیٹ کے نام پر ہوں

2. سودی اداروں سے جو گاڑیاں خریدی جاتی ہیں یا اشیاء لی جاتی ہیں ان میں صاف لکھا ہوتا ہے کہ قسط میں اتنی رقم اصل چیز ہے اور سود یا Interest اتنا ہے۔

3. سودی اداروں کی لائف انشورنس پالیسی میں جو رقم اضافی ملتی ہے وہ سود ہوتی ہے۔

4. شیئر مارکیٹ میں بدلے کا سارا کام سودی ہے اس طریقہ کار میں بینک یا بروکر راوہس ان لوگوں کو رقم دیتے ہیں جن کے پاس شیئر خریدنے کی رقم نہیں ہوتی اور اس کے عوض وہ اپنا سود وصول کرتے ہیں۔

5. پریفرینس شیئر یعنی ترجیحی حصص کا نفع سودی ہوتا ہے

6. ہماری تھوڑی سی غفلت سے ہمارے لین دین میں کسی بھی وقت سودی معاملہ آسکتا ہے اس کی ایک تازہ مثال رنگ کے ڈبے میں دوکاندار کی طرف سے ٹوکن کی پیمنٹ کا طریقہ ہے۔ جب رنگ خریدنے والا یا اس کا نمائندہ ٹوکن کے بدلے رقم لینے دوکاندار کے پاس آتا ہے تو وہ اتنی رقم دے دیتا ہے جتنی ٹوکن پر لکھی ہوتی ہے۔ اور یہ دوکاندار رنگ والی کمپنی سے اس سے

زیادہ رقم لیتا ہے جو اس نے ٹوکن کی مد میں دی۔ دوکاندار کی کمپنی سے حاصل کردہ یہ اضافی رقم خالص سودی رقم ہے

7= کریڈٹ کارڈ لینے پر سود دینے کی رضامندی کا معاہدہ کرنا پڑتا ہے یہ ایک گناہ ہے اور اگر کارڈ ہولڈر نے بینک کی رقم وقت پر ادا نہیں کی تو حقیقتاً سود دینا پڑے گا تو یہ دوسرا گناہ ہو گا۔

8. مختلف کمپنیوں کو حکومت یا اداروں کے پاس اپنی سیکورٹی کی مد میں بھاری رقم جمع کرواتی ہوتی ہے جیسا کہ ٹریول کمپنیوں کو۔ اس طرح کی کمپنیاں یہ نہیں چاہتیں کہ ان کے پچاس لاکھ یا ایک کروڑ کی رقم کسی جگہ جا کر جام ہو جائے یہ بینکوں کو کہتی ہیں کہ ہمارے بدلے میں آپ سیکورٹی کی مد میں رقم جمع کروا دو اور اس کے بدلے ماہانہ ہم سے اتنی رقم وصول کرتے رہو یہ کمپنیوں کی طرف سے قرضے کے بدلے نفع فائدہ دینے کی مثال ہے اور یہ سودی معاملہ ہے۔

سود کی پہلی قسم قرض پر نفع کی صورتیں

- قرض پر نقدی نفع لیا جائے
- قرض پر فوائد کے اعتبار سے نفع لیا جانا

قرض پر فوائد کے اعتبار سے نفع لینے کی اہم صورتیں

بہت ساری صورتوں میں لوگوں کو قرض کے بدلے نقدی یا حسی صورت میں نفع تو نہیں مل رہا ہوتا لیکن دیگر ایسے فوائد مل رہے ہوتے ہیں جن کی بنیاد پر قرض ہو ایسے اگر قرض نہ ہوتا تو یقیناً یہ فوائد نہ ملتے یہ فوائد بھی سودی حکم میں ہیں حدیث پاک میں فرمایا گیا۔

"كُلُّ قَرْضٍ جَرَّ مَنْفَعَةً فَهُوَ رِبًا"

"قرض سے جو نفع حاصل کیا جائے وہ سود ہے"

(کنز العمال)

قرض پر سودی فوائد کی مثالیں:-

1. کسی سے پانچ، دس لاکھ قرض لے کر اس کو اپنا گھر مفت میں دے دینا قرض کے بدلے میں سودی فائدہ دینا ہے۔ اور یہ حرام ہے یہ فائدہ قرض کے بدلے میں ہے اگر قرض نہ لیا ہوتا تو گھر ہرگز نہ دیتا۔

2. مارکیٹ میں کرائے پر دکان۔ مکان پر زرِ ضمانت یا ایڈوانس مثلاً ایک دو لاکھ روپے ہے لیکن کرایہ دار اس میں بے تحاشہ اضافہ کر دیتا ہے مثلاً پانچ دس لاکھ کر دیتا ہے اس کے بدلے میں مالک مکان یا دوکاندار جو کرایہ کم کرتا ہے یہ قرض کے بدلے سودی فائدہ حاصل کرتا ہے۔

3. موبائل کمپنیوں نے آج کل کوئی اکاؤنٹ شروع کر لیا ہے کہ اس اکاؤنٹ میں کم از کم اتنی رقم رکھیں گے تو اتنے منٹ مفت ملیں گے یہ بھی سودی فائدہ ہے۔ اور ایسا اکاؤنٹ کھلوانا حرام ہے۔

4. کچھ بینکوں نے کرنٹ اکاؤنٹ پر یہ اسکیم نکالی ہے کہ اگر آپ کے اکاؤنٹ میں اتنی رقم ہوگی تو آپ کو مثلاً چیک بک، آن لائن ٹرانسفر، آن لائن ٹرانسفر ایس ایم ایس چارجز وغیرہ نہیں کاٹے جائیں گے یہ فائدہ بھی قرض کی مخصوص مقدار کے بدلے میں ہے اور سودی فائدہ ہے اگر کرنٹ اکاؤنٹ میں رقم کی کوئی حد مقرر نہیں تو ایسے فوائد سود کے حکم میں نہیں آئیں گے۔

5. آڑھتی کسانوں کو قرض دیتے ہیں لیکن ساتھ میں یہ

مشروط قرار دے دیتے ہیں کہ فصل ہمیں ہی فروخت کرنا ہو گی۔ آڑھتی اپنے روپے لوگوں کو قرضے کے بدلے یہ فائدہ حاصل کرتے ہیں قرضہ نہ دیا ہوتا تو کوئی بھی اس طرح پابند نہ ہوتا آڑھتیوں کا یہ عمل سودی فائدہ اٹھانا ہے۔

سود کی دو اقسام

قرض کے بدلے حاصل ہونے والا اضافہ یا ادھار کی بعض صورتوں میں پایا جانے والا سود	مخصوص اشیاء کے تبادلے پر چند صورتوں میں پایا جانے والا سود

سود کی دوسری قسم کی تفصیل

ربا الفضل کی مثالیں

① کرنسی میں لوگ نئے نوٹ خریدتے ہیں مثلاً بیس روپے والی ایک گڈی خریدنی ہے جس میں 100 نوٹ ہیں اور اسکی کل مالیت 2 ہزار روپے ہے۔ لیکن یہ اوپر پیسے دے کر خریدی جاتی ہے مثلاً 22 سو یا 23 سو کی کسی نے خریدی اگر دو طرفہ نقد ادائیگی ہوگئی ہے تو جائز ہے ایک طرف بھی ادھار ہوگا تو سودی معاملہ ہو جائے گا۔

② آج کل پچاس ہزار سے زائد رقم نکالنے پر ٹیکس عائد ہے ایک شخص کہتا ہے کہ ایک لاکھ کا چیک مجھے دے دو بدلے میں بینک نے تم سے کمیشن کے بدلے 6 سو روپے کاٹنے ہیں مجھ سے 500 روپے کم لے لو یعنی 99500 لے لو۔ یہ سودی معاملہ ہے۔

کوئی چیک ایسا ہے کہ ہفتہ پندرہ دن بعد کا ہے کوئی شخص اس کو کم پیسے دے کر خرید لیتا ہے تو ایک طرف سے ادائیگی ہوگی لیکن دوسری طرف سے چیک سے ادائیگی بعد میں ہونا ہے اور یہ ڈیل کمی بیشی کے ساتھ ہے۔ لہذا سودی معاملہ ہے۔

ٹرک اڈوں پر لوگ چیک کے ذریعے ادائیگی کرتے ہیں مثلاً چیک دو تین دن بعد کے ہوتے ہیں ٹرک والوں کو واپس جانا ہوتا ہے۔ ایسے میں کچھ لوگ کمیشن رکھ کے بیٹھ جاتے ہیں۔ اور فیوچر چیک کے بدلے کم پیسے ٹرک والوں کو دیتے ہیں۔ یہ معاملہ سودی ہے

کاروباری لوگ بینکوں میں ایل سی کھلواتے ہیں۔ ایل سی مثلاً 90 روز کی ہوگی اور بینک 90 دن بعد انہیں پیسے دے گا۔ لیکن وہ بینک سے یہ ڈیل کرتے ہیں مثلاً ہمارے 50 لاکھ جو 90 دن بعد ہمیں ملنے ہیں آپ ہمیں آج ہی دے دیں 49 یا 48 لاکھ میں ڈیل فائنل کرتے ہیں یہ معاملہ سودی ہے

ہمارے یہاں مختلف اقسام کی کمیٹیاں یا بی سی ڈالی جاتی ہیں ایک وہ ہوتی ہے جس میں بولی لگتی ہے جو کم پیسے لینے پر راضی ہوا ہے وہ بی سی یا کمیٹی کے پیسے دے دیئے جاتے ہیں۔ یہ معاملہ سودی ہے۔

سنار مارکیٹ میں یہ ہوتا ہے کہ مثلاً کارخانہ دار سو گرام کے زیورات دکان دار کو دیتا ہے اس کے بدلے دکاندار 90 گرام خالص سونا بدلے میں دیتا ہے۔ یہ معاملہ سودی ہے۔

اگر ایک آدمی نے 50 من گندم کسی کو 60 من گندم کے بدلے نقد بیچی یہ بھی سودی صورت ہے
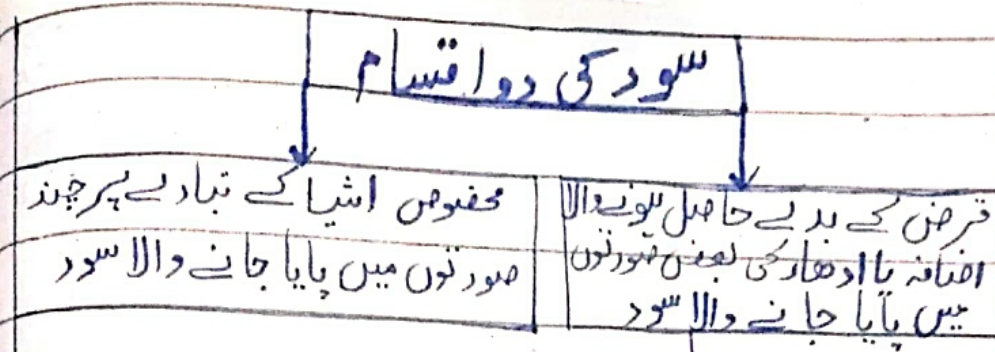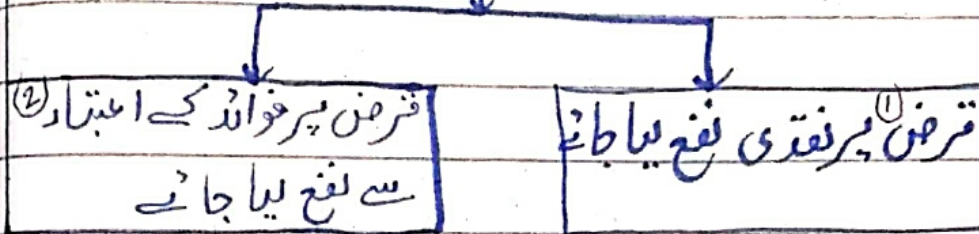
سود کی دو اقسام
مخصوص اشیا کے تبادلے پر چند صورتوں میں پایا جانے والا سود
قرض کے بدلے حاصل ہونے والا اضافہ یا ادھار کی بعض صورتوں میں پایا جانے والا سود
سود کی پہلی قسم قرض پر نفع کی تفصیل
قرض پر فوائد کے اعتبار سے نفع لیا جائے (2)
قرض (1) پر نقدی نفع لیا جانا
سود کی دوسری صورت کب پائی جاتی ہے؟
سود کی دو اقسام
ربا النسیئہ (1)
ربا الفضل (2)
قرض کے بدلے حاصل ہونے والا اضافہ یا ادھار کی بعض صورتوں میں پایا جانے والا سود
مخصوص اشیاء کے تبادلے پر چند صورتوں میں پایا جانے والا سود
حدیث:
حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ سونے کے بدلے سونا، چاندی کے بدلے چاندی، گندم کے بدلے گندم۔ جو کے بدلے جو، کھجور کے بدلے کھجور، نمک کے بدلے نمک ہاتھوں ہاتھ برابر بیچو۔ اور جب یہ جنسیں مختلف ہوں تو جیسے چاہو بیچو جبکہ ہاتھوں ہاتھ ہو۔ (صحیح مسلم، ج 2، صفحہ 25)

سود کی دوسری قسم

ربا الفضل

سود پائے جانے کی علت
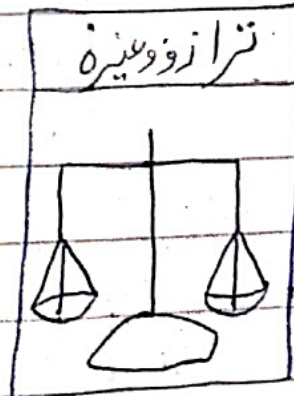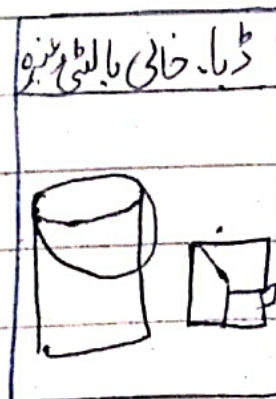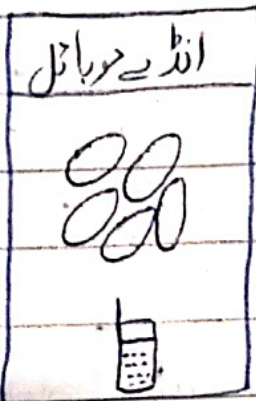
جنس

قدر

قدر کی تفصیل

عددی چیزیں	کیل	وزن
انڈے، موبائل	ڈبا، خالی بالٹی وغیرہ	ترازو وغیرہ

اشیا کے تبادلے کی چار صورتیں اور سود کا حکم

1	جنس ایک ہو قدر بھی ایک ہو	گندم	گندم
2	جنس ایک ہو قدر مختلف ہو	گھوڑا	گھوڑا
3	جنس مختلف ہو قدر ایک ہو	گندم	چاول
4	جنس بھی الگ ہو اور قدر بھی الگ	سونے کے گرام	موبائل

پہلی قسم

جنس ایک ہو قدر بھی ایک ہو	
حکم	ادھار اور کمی بیشی دونوں حرام

خرید	فروخت
گندم	گندم

اشیا کے تبادلے کی چار صورتیں اور سود کا حکم

1	جنس ایک ہو قدر بھی ایک ہو	گندم	گندم
2	جنس ایک ہو قدر مختلف ہو	گھوڑا	گھوڑا
3	جنس مختلف ہو قدر ایک ہو	گندم	چاول
4	جنس بھی الگ ہو اور قدر بھی الگ	کپڑے	موبائل

پہلی قسم

جنس ایک ہو قدر بھی ایک ہو	
حکم	ادھار اور کمی بیشی دونوں حرام

خرید

گندم

فروخت

گندم

دوسری قسم

جنس ایک ہو قدر مختلف ہو	
حکم	ادھار حرام، ہاتھوں ہاتھ کمی بیشی جائز

خرید

فروخت

گھوڑا

گھوڑا (اعلیٰ النسل)

تیسری قسم

جنس مختلف ہو قدر ایک ہو	
حکم	ادھار حرام، ہاتھوں ہاتھ کمی بیشی جائز

خرید

فروخت

گندم

چاول

چوتھی قسم

جنس بھی الگ ہو قدر بھی الگ	
حکم	ادھار بھی جائز اور باھمی یا کمی بیشی جائز

خرید	فروخت
سونا gold	سو باٹل

خلاصہ:۔

سود کی دو اقسام ہیں

اول:۔ ربا النسیئہ: اس میں قرض کے بدلے نفع دیا جاتا ہے

دوم:۔ ربا الفضل:۔ اس میں کچھ اشیا کے باہم تبادلے پر سود پایا جاتا ہے اور بنیادی طور پر جنس اور قدر کی تفصیل جان کر دوسری قسم کے سود سے بچنا ممکن ہوتا ہے

(سود کیا ہے؟ مصنف مفتی علی اصغر عطاری)

سود کو حلال کہنا کفار کا شیوہ:۔

کفار نے سود کو مثل بیع کیا تھا تو بیع حلال ہے تو ان کے نزدیک سود بھی حلال ہے قرآن پاک میں کفار کا قول بیان کیا گیا ہے۔

اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا (سورۃ البقرہ)

ترجمہ: بیع ربوٰا (سود) کی طرح ہے

اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا:

اَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال کیا اور سود کو حرام

انشورنس بیمہ پالیسی کی صورتیں اور اسکے حرام ہونے کی توضیح:۔

(۱) بیمہ زندگی کا منصوبہ: جس میں معینہ مدت کے اندر تین ادائیگیاں کرنی پڑتی ہیں اور ادا کردہ رقم زیادہ واپس کی جاتی ہیں اس معاہدے سے کہ حالت حادثہ میں بیمہ شدہ شخص کو حادثے کی نوعیت کے مطابق مدد دی جائے گی۔ اور نوز معاوضہ دیا جائے گا۔ ورثاء کو زائد رقم دی جائے گی تاکہ وہ اپنی زندگی کی گزر اوقات کر سکیں۔ مزید برآں اصول امداد باہمی کے تحت بیمہ شدہ شخص کو ۱۰ مزید سالانہ منافع کے ساتھ ادائیگی کی شرط پر قرضہ کی سہولت بھی حاصل ہے

(۲) جائیداد اور املاک وغیرہ میں ایک شخص اپنی املاک و جائیداد کو مختلف خطرات سے ہونے والے نقصانات سے بچانے کا بیمہ کرواتا ہے جس کے لیے کمپنی کو کچھ معاوضہ دے کر سال بھر کے لیے اپنی املاک اور جائیداد کا بیمہ کروا لیتا ہے ایک سال گزرنے پر اس کی ادا کی ہوئی رقم واپس نہیں ملتی ہاں! اگر اس اثناء میں بیمہ شدہ املاک و جائیداد کو کوئی حادثہ دو چار ہو۔ تو نقد رقم کی صورت میں اس کا ازالہ کر دیا جاتا ہے۔

بیمہ پالیسی کے حرام ہونے کی وضاحت

قسطوں پر اشیا کا لین دین:

مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا مفتی محمد وقار الدین قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1410ھ فرماتے ہیں۔

اسکی صورت یہ ہے کہ اگر مالک سے قیمت متعین کر کے کوئی چیز خریدی

تو اسکا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اتنے روپے مالک کے خریدار کے ذمہ واجب ہیں اور خریدار اس چیز کا مالک ہو گیا۔ اب خریدار مالک کو یہ روپیہ نقد نہ دے بلکہ یہ کہے کہ میں قسطوں میں اس سے زیادہ ادا کروں گا۔ تو اس صورت میں یہ زیادتی سود ہے اور حرام ہے۔
(وقار الفتاوی جلد سوم)

مثلاً اگر کسی شخص نے ایک کار پانچ لاکھ روپے میں خریدی سودا ہونے کے بعد خریدنے والے نے کار کو حاصل کر لیا اور اب اس پر پانچ لاکھ روپے مالک کو دینے لازم ہو گئے تو اب خریدنے کے بعد یہ رقم نقد دینے کی بجائے مالک کو کہے کہ یہ رقم میں نقد ادا نہیں کروں گا۔ بیا نہیں کر سکتا۔ لہذا اس کی قیمت میں کہیں قسطوں میں زیادہ کر کے ادا کروں گا۔ اب یہ قسطوں پر زیادہ رقم کا دینا سود اور حرام ہے۔

قسطوں میں ناجائز شرائط:۔

قسطوں پر اشیاء کا لینا دینا تو جائز ہے لیکن آج کل بینکاری نظام میں اور کچھ کارپوریشن والے قسطوں کے سامان پر ایسی شرطیں رکھتے ہیں جن کی وجہ سے قسطوں پر اشیاء کا لینا دینا ناجائز ہو جاتا ہے۔ لہذا تمام مسلمان بھائیوں پر واجب ہے کہ اگر سامان کی خریداری میں درج ذیل شرائط میں سے کوئی شرط پائی جائے یا ان کے علاوہ کوئی اور ناجائز شرط

سامان کی نقد اور ادھار خریداری کی صورت میں الگ الگ قیمتیں بیان کیں مگر کوئی ایک صورت طے کیے بغیر جدا ہو گئے یا ادھار کی صورت میں قیمت نقد کے مقابلے میں زیادہ بتائی گئی وہ زیادتی (Increase) بلا عوض (Without Exchange) یا مدت (Time) کے مقابلے میں بیان کی۔

پائی جائے تو خریداری نہ کریں

2. ایک یا چند تمام اقساط (Installments) کی وصولی پر سامان کی ادائیگی کی جائے گی۔

3. عام طور پر عقد بیع (Sale Contract) کے مکمل ہونے کے باوجود دکاندار حضرات قانونی طور پر ہر چیز کو اپنی ہی ملکیت (ownership) میں رکھتے ہیں اور خریدار کی ملکیت میں تمام یا اکثر قسطوں کی ادائیگی کے بعد منتقل کرتے ہیں۔

4. بعض حضرات قسط کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے جرمانہ (Penalty) لگا دیتے ہیں۔

5. بعض حضرات تمام ثمن کی ادائیگی طے شدہ وقت سے پہلے کیے جاتے ہیں کی صورت میں مدتِ استعمال کے کرایہ کی ادائیگی کی شرط لگاتے ہیں۔

6. بعض حضرات یہ شرط لگاتے ہیں کہ اگر مدت متعلقہ سے پہلے پوری رقم ادا کر دی گئی تو طے شدہ قیمت میں کمی کر دی جائے گی۔

7. بعض ادارے مثلاً بینک وغیرہ سے سامان لیا جاتا ہے تو وہ سامان کا انشورنس کروانے کے بعد حوالے کرتے ہیں اور پھر خریدار کو مدت مقررہ تک اس انشورنس کی اقساط ادا کرنی پڑتی ہیں۔

بینک سے قسطوں پر گاڑی لینا۔

بینک سے قسطوں پر گاڑی لینا جائز نہیں ہے کیونکہ بینک کی قسطوں

والی گاڑی میں مذکورہ بالا سات شرائط میں سے اکثر پائی جاتی ہیں جو کہ ناجائز و حرام ہیں۔

پگڑی کی شرعی حیثیت:

پگڑی لینا حرام ہے اور مالک مکان کا دسرے متبدل کرنے کے نام پر کچھ وصول لینا حرام مال میں شرکت کرنا ہے لہذا یہ بھی حرام ہے۔ حرام مال نہ اپنی ذات پر خرچ کیا جا سکتا ہے نہ دینی کاموں میں۔

پگڑی کے مکان و دکان کی خرید و فروخت کیوں منع ہے؟ اس کی علت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ بیع کے معنی ہیں مال کو باہمی رضامندی کے ساتھ بدلنا یعنی قیمت اور بیچی جانے والی چیز دونوں مال ہوں تو بیع درست ہوگی۔ پگڑی میں روپیہ جس کے بدلے دیا جاتا ہے وہ قبضہ ہو پگڑی سے کر یہ مکان یا دکان کسی کے حوالے کر دیتا ہے یعنی جو مالک تھا ملکیت اب بھی اسی کی طرف ہے صرف کرایہ دار بدل گیا ہے۔ یہ قبضہ کی بیع ہے اور شرعاً باطل ہے اس بے مال کے بدلے مال نہیں دیا گیا۔ بیع باطل کا حکم یہ ہے کہ بیچنے والا قیمت کا مالک نہیں ہوتا۔ جو قیمت اس نے اس طرح کی بیع میں لی ہے۔ اگر خریدار کو واپس نہ کی تو عمر بھر اس کا لوٹانا واجب رہے گا یہ حرام مال ہے اور اس سے نفع اٹھانا بھی حرام ہے (وقار الفتاویٰ جلد 1)

بیمہ پالیسی کے حرام ہونے کی وضاحت:۔

مفتی اعظم پاکستان
حضرت علامہ مولانا مفتی محمد وقار الدین قادری رضوی رحمتہ اللہ علیہ
متوفی 1410ھ فرماتے ہیں۔

ہر قسم کا بیمہ ناجائز ہے اسلام کا
قاعدہ یہ ہے کہ جو کسی کا نقصان کرے گا وہی ضامن ہو گا۔
اور بقدر تاوان۔ تاوان دے گا
قرآن کریم میں ارشاد ہے۔
ترجمہ! جو تم پر زیادتی کرے تم اس پر زیادتی کرلو (ایکن)
اسی قدر جتنی زیادتی اس نے تم پر کی ہو
(سورۃ بقرہ آیت 194)

لہذا چوری، ڈکیتی آگ لگنے اور ڈوبنے وغیرہ کا بیمہ ناجائز ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ جب مال کا نقصان انشورنس کمپنی نے نہیں کیا تو وہ تاوان کیوں دے گی؟ پھر زندگی کے اور دیگر ہر قسم کے بیمے میں "جوا" بھی شامل ہے کیونکہ یہ معلوم نہیں کہ زندگی کے بیمے میں کتنی قسطیں ادا کرے گا کہ موت آجائے گی اور وہ پوری رقم (جتنی رقم کا بیمہ کیا تھا) اس کے وارثوں کو مل جائے گی اور اگر زندہ رہ گیا تو دی ہوئی رقم مع سود کے واپس مل جائے گی مثلاً کسی نے بیس سال کیلئے بیمہ کروایا اور ہزار روپیہ سالانہ اس کی قسطیں ادا کرنا طے پایا۔ اگر یہ شخص بیس سال تک زندہ رہا تو اس کو بیس ہزار روپے یکمشت (ایک ہی دفعہ) مل جائیں گے اور بیس ہزار روپے پر بیس سال کا

سود بھی اس کو ملے گا اور اگر بیس سال سے پہلے مر گیا تو بھی اس کے معینہ وارثوں کو بیس ہزار روپے مل جائیں گے یہ دونوں صورتیں حرام ہیں۔ پہلی صورت میں سود لیا جو حرام ہے دوسری صورت میں اس نے ادا تو کیے تھے دو چار ہزار روپے اور اس کے وارثوں کو ملیں گے بیس ہزار روپے اس نے جتنے ادا کیے وہ اس کا حق تھا اور جتنے زیادہ لیے وہ دوسروں کا مال باطل طریقے پر لیا جو حرام ہے۔

(وقار الفتاویٰ جلد 1)

ڈیبٹ کارڈ کا استعمال کرنا کیسا؟

اس میں چونکہ کارڈ
ہولڈر اپنا بیلنس ہی استعمال کرتا ہے۔ اس وجہ سے
سود ہونے کا اندیشہ نہیں ہوتا لہذا اس کے استعمال میں
کوئی مضائقہ نہیں ہوتا۔ اگر کوئی شخص ڈیبٹ کارڈ کے
ذریعے خریداری کرتا ہے تو وہ دکاندار کو بینک کے حوالے
کرتا ہے ~~تو وہ دکاندار~~ کہ آپ یہ بل مجھ سے وصول کرنے کی بجائے بینک سے
لو تو یہ جائز ہے۔ اس کو A.T.M کارڈ بھی کہتے ہیں۔

بینک کا P.L.S اکاؤنٹ:

وقار الفتاویٰ میں
ہے "پی ایل ایس" اکاؤنٹ بھی سود سے پاک نہیں
لہذا اس کا یہ اکاؤنٹ بھی سودی ہے اس کا منافع جائز
نہیں ہے آگے مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

وہ ادارے اور کمپنیاں جو نفع اور نقصان کے نام سے کام
کرتی ہیں یہ سب سودی کاروبار ہے جو ناجائز اور حرام
ہے یہاں تو صراحتاً سود ہے اس لیے کہ وہ شراکت کا
طریقہ ہی بتاتے ہیں کہ اتنے مقرر نفع دیں گے یہی سود
ہے مشارکت کا مقصد تو یہ ہوتا ہے کہ نقصان تمام روپے
والے کا ہوگا اور نفع میں دونوں طے شدہ حصے کے مطابق
شریک ہوں گے (لیکن یہاں پر رقم جمع کروانے والے کو صرف ذاتی نفع ملتا ہے،
نقصان کا اسے پتہ بھی نہیں ہوتا اور یہ مقرر نفع سود ہے) (وقار الفتاوی، جلد سوم، سود کا بیان)

حکومت کی چند اسکیمیں اور ان کا شرعی حکم۔

① نیشنل ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹس (N.D.F.C) نام
سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ اس سے حاصل شدہ سرمائے کو
قومی دفاع کی ضروریات پر خرچ کیا جاتا ہے لیکن اس
پر سالانہ متفرق شرح سے منافع دیا جاتا ہے (جو سود کہلاتا ہے)

② خاص ڈیپازٹ ③ واپڈا بونڈ ④ سیونگ سرٹیفکیٹ

⑤ بیئرر سرٹیفکیٹ وغیرہ اسکیموں پر بھی سالانہ اور ماہواری
منافع مقرر ہے اور نقصان کا کوئی احتمال نہیں (اگر نقصان ہوا تو ان کا ہی ہوگا، ہمارا نہیں)

گورنمنٹ کی یہ سب اسکیمیں جن کا ذکر ہوا ہے
خالصتاً سودی اسکیمیں ہیں۔ ان اسکیموں کا منافع سالانہ
ہو یا ماہواری ایک خاص شرح کے ساتھ مقرر ہوتا ہے
جو سود میں شامل ہے اور سود حرام ہے لہٰذا ان اسکیموں
سے اور دیگر آئے دن اسکیمیں جو نکلتی ہیں اور جن میں سود
یا حرام کا لین دین ہوتا ہے ان سے بچنا اور ان میں داخل
ہونے سے پہلے شرعی راہنمائی حاصل کرنا ضروری ہے۔

کریڈٹ کارڈ کے بارے میں :۔

Credit کریڈٹ کارڈ (card) کا مختصر تعارف یہ ہے کہ یہ دستاویز ہے جو بینک کسی شخص یا ادارے کو ایک مخصوص معاہدے کے بعد جاری کرتا ہے۔ اور وہ شخص یا ادارہ اس کے ذریعے سے بآسانی خرید و فروخت کرتا ہے اور معاہدہ میں اس کارڈ سے خریداری کی زیادہ سے زیادہ رقم کا تعین کیا جاتا ہے۔ بینک یہ معاہدہ کرتا ہے کہ وہ کارڈ ہولڈر کو سامان فراہم کرے گا جو وہ لینا چاہتا ہے اور اس کی قیمت کارڈ ہولڈر کے اکاونٹ میں اتنی رقم نہ ہو گی تو بینک اپنی طرف سے یہ رقم ادا کرے گا اور یہ رقم کارڈ ہولڈر ایک مدت مقررہ پر بینک میں جمع کروانے کا پابند ہو گا اور اگر وقت مقررہ پر جمع نہ کروائے گا تو اس پر اس کو سود دینا ہو گا اور بینک اپنے کارڈ ہولڈر کو سود پر قرض کی بھی سہولت فراہم کرتا ہے۔ اس میں چونکہ سود کی شق موجود ہوتی ہے تو اگرچہ بعد میں سود کی نوبت نہ آئے لیکن شرعی اعتبار سے سودی ایگریمنٹ (Agriment) کرنا بھی ناجائز ہے

(دارالافتاء اہل سنت)

افراط زر کی صورت میں اصل زر کو بحال رکھنے کا حل:

ڈالر، پونڈ اور ریال وغیرہ
مستحکم کرنسی ہیں اور عرف اور تعامل سے یہ مقرر اور ثابت
ہے کہ اس کی قدر (Value) برقرار رہتی ہے۔ پاکستان، بھارت
بنگلہ دیش اور دیگر پس ماندہ ممالک کی طرح افراط زر
کے نتیجہ میں وقت گزرنے کے ساتھ اس کی قدر میں کمی
نہیں ہوتی۔ سو جو شخص چار پانچ سال یا زائد عرصہ
کے لیے بینک میں اپنا پیسہ رکھنا چاہتا ہے اسے
چاہیے کہ وہ اپنی رقم کو ڈالرز یا کسی اور مستحکم کرنسی
میں منتقل کر کے ان بینکوں میں اپنی رقم رکھے جو غیر
ملکی کرنسی میں بھی اکاؤنٹ کھولتے ہیں اسی طرح
جو شخص کسی دوسرے شخص کو ملکی کرنسی میں مثلاً
ایک ہزار روپے قرض دیتا ہے اور وہ شخص اس کو دس
سال بعد ایک ہزار روپے دیتا ہے تو دس سال بعد ایک
ہزار روپے کی قدر ایک سو روپے رہ جائے گی اس
ضرر سے بچنے کا بھی یہ طریقہ ہے کہ وہ اپنی رقم کو
ڈالر میں منتقل کر کے قرض دے اور جتنے ڈالر دیئے
تھے اتنے ہی واپس لے لے۔

بینک کے سود کے مجوزین کے دلائل:

معیشت کے بعض جدید مفکرین یہ کہتے ہیں
قرآن مجید میں ربا اس خاص سود کو کہا گیا ہے جو زمانہ
جاہلیت میں رائج تھا۔ کوئی غریب شخص شادی، بیماری
یا کفن دفن کی کسی نجی ضرورت میں کسی مہاجن سے قرض
لیتا تھا اور کسی مصیبت زدہ شخص کی مدد کرنے کے بجائے
اس سے قرض پر سود لینا بے شک ظلم اور سنگ دلی ہے۔
اسی وجہ سے قرآن میں اس سود کو حرام کیا گیا ہے
لیکن آج کل کا مروجہ سود اس سے بالکل مختلف
ہے آج کل بینکوں سے غریب اور مصیبت زدہ شخص قرض
نہیں لیتے بلکہ متمول اور سرمایہ دار تاجر اور صنعت کار قرض
لیتے ہیں۔ اور ان سے قرض کی رقم پر بینک جو سود وصول کرتا
ہے وہ ان پر کوئی ظلم نہیں ہے کیونکہ اگر وہ بینک کو چودہ
فیصد سود ادا کرتے ہیں تو خود قرض کی رقم سے وہ نسا ٹھ
ستر فیصد تک کماتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ بینک سے قرض
لے کر ایک کارخانہ لگاتے ہیں اور اس کارخانے سے پھر دوسرا
اور تیسرا کارخانہ لگ جاتا ہے اس طرح تاجروں کی تجارت
میں اضافہ ہو جاتا ہے اس لیے اگر بینک کو وہ چودہ فی
صد سود دیتے ہیں تو ان پر یہ کوئی بوجھ نہیں ہے اور بینک
میں روپیہ عام لوگوں کا جمع کیا ہوا ہوتا ہے اس لیے اگر بینک
عام لوگوں کو سات آٹھ فیصد سود ادا کرے تو بینک پر کوئی بوجھ
نہیں پڑتا۔ سرمایا دار اور بینک دونوں خوشی سے سود ادا کرتے
ہیں۔ کسی پر ظلم نہیں ہے اور چونکہ بینکوں میں عموماً غریب

اور متوسط لوگ اپنی فاضل بچت کی رقمیں جمع کراتے ہیں تو سود
کے ذریعہ ان کو سات فیصد سالانہ کا فائدہ پہنچتا رہتا ہے غرضیکہ
زمانہ جاہلیت کا ربا غریبوں سے سود لینا تھا اور اس زمانہ
کی ترقیاتی سکیم بینکوں کے ذریعہ غریبوں کو سود دیتی ہے۔
وہ ربا غریبوں پر ظلم ڈھاتا تھا اور یہ غریبوں
کی خوشحالی اور مال کی ترقی کا سبب ہے اس لیے شخصی اور نجی
ضروریات کے قرضوں پر سود ناجائز ہونا چاہیے اور تجارتی قرضوں
پر بینک کا سود جائز ہونا چاہیے۔
بینک کے سود کے جائز ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے
کہ افراطِ زر کی وجہ سے روپے کی قدر (Value) دن بدن گرتی
جا رہی ہے اور اجناس کی قیمت بڑھتی جا رہی ہے مثلاً 1966ء
میں سونا ایک سو روپیہ سو روپیہ تولہ تھا۔ اصلی دیسی گھی پانچ
روپیہ کلو۔ ڈالڈہ دو روپیہ کلو۔ دیسی انڈہ دو آنے کا تنوری
روٹی ایک آنے کی دودھ آٹھ آنے کلو اور ڈاک کا لفافہ
چھ پیسے کا ملتا تھا اور اب 2019ء میں سونا پچاسی ہزار فی
تولہ ہے۔ اصلی دیسی گھی بارہ سو روپے کلو۔ ڈالڈا گھی
210 روپے کلو، دیسی انڈہ پندرہ روپے کا۔ تنوری
روٹی چھ روپے کی۔ دودھ 100 روپے کلو اور ڈاک کا لفافہ
10 روپے کا ہے۔ اس تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ 1966ء
سے لے کر اب تک روپیہ کی قدر (Value) کئی گنا گر گئی
ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ جس نے 1966ء میں بینک
میں سو روپیہ رکھوایا تھا اب اس کی قیمت بہت کم رہ گئی
ہے۔

اگر اس سو روپیہ پر سال بہ سال سود بینک کی طرف سے لگتا رہتا تو اس کی ساکھ کسی حد تک بحال رہتی اور جو لوگ بینک میں اپنی فاضل بچتوں کو جمع کراتے ہیں ان کا نقصان نہ ہوتا اس لیے بینک کا سود جائز ہونا چاہیے۔ (شرح صحیح مسلم)

مجوزین سود کے دلائل کے جوابات:۔

اس سلسلہ میں پہلے یہ بات جان لینی چاہیے کہ قرآن مجید نے مطلقاً سود کو حرام کیا ہے۔ خواہ نجی ضروریات کے قرضوں پر سود ہو یا تجارتی قرضوں پر سود۔ خواہ اس سے غریبوں کو نقصان ہو یا فائدہ اللہ تعالیٰ نے امارت اور غربت کا فرق کیے بغیر سود کو علی الاطلاق حرام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"اَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا" (البقرہ: 275)

ترجمہ! اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ج (البقرہ: 279-278)

ترجمہ! اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اگر تم مومن ہو تو وہ (زمانہ جاہلیت کا) باقی ماندہ سود چھوڑ دو۔ اور اگر تم ایسا نہ کرو تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان جنگ سن لو۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے سود کو مطلقاً حرام کیا ہے اللہ تعالیٰ نے سود مفرد کو بھی حرام کیا ہے اور "لَا تَاْکُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَۃً" (آل عمران: 130)

"دگنا چوگنا سود نہ کھاؤ۔"

فرما کر سود مرکب کو بھی حرام کیا ہے اور جگہ مطلقاً سود کو حرام کیا ہے اور نجی اور کاروباری قرضوں کا فرق نہیں کیا۔

2

علاوہ ازیں تاریخ اور حدیث سے ثابت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں کاروباری قرضوں پر سود لینے کا بھی عام رواج تھا۔

امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی 311ھ)

وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا (البقرہ 278) کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

وہ سود تھا جس کے ساتھ زمانہ جاہلیت میں لوگ خرید و فروخت کرتے تھے (جامع البیان)

امام جلال الدین سیوطی (رحمۃ اللہ علیہ) اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

امام ابن جریر اور امام ابن ابی حاتم نے اپنی اپنی اسانید کے ساتھ سدی سے یہ روایت بیان کی ہے کہ یہ آیت حضرت عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب اور بنو مغیرہ کے ایک شخص کے متعلق نازل ہوتی ہے۔ یہ دونوں زمانہ جاہلیت میں لوگوں کو سودی قرض پر مال دے رکھے تھے جب اسلام آیا تو ان دونوں کا بڑا سرمایہ سود میں لگا ہوا تھا۔ (در منثور)

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں بڑے بڑے تاجر خوردہ فروشوں کے ہاتھ ادھار پر مال فروخت کرتے تھے اور اس پر سود لگاتے تھے اور اس سے واضح ہو گیا کہ زمانہ جاہلیت میں کاروباری اور تجارتی قرضوں پر سود لگانے کا عام رواج تھا اور اس کو الربٰو کہا جاتا تھا۔ قرآن مجید نے عموم کے لفظ سے سود کی ممانعت کی ہے خواہ وہ سود ذاتی قرضوں پر ہو یا تجارتی قرضوں پر۔

ربا دوسرا اعتراض کہ بینک کے سود کو ناجائز قرار دینے کی بنا پر افراط زر کی وجہ سے روپیہ کی قدر گر جاتی ہے۔ اگر بینک سے سود نہ لیا جائے تو بیس پچیس سال بینک میں رکھوایا ہوا ایک سو روپیہ سوا تین روپے کا رہ جائے گا اور یہ نقصان بینک سے سود نہ لینے کی وجہ سے ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مسلمان ہونے کے ناطے سے ہمارا ایمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کریں اور اس کے منع کردہ کام سے بچنے کی وجہ اگر ہمیں کوئی مادی نقصان ہوتا ہے تو ہمیں اس کو خوشی سے گوارا کرنا چاہیے۔ مسلمان کے نزدیک نفع اور نقصان کا معیار دنیاوی اور مادی اعتبار سے نہیں ہے بلکہ اخروی اور معنوی اعتبار سے ہے۔ دنیاوی اور مادی اعتبار سے زکوۃ، قربانی اور حج کے لیے زر کثیر خرچ کرنا بھی مال کا ضیاع ہے اور نقصان ہے تو کیا اس مادی نقطہ نظر سے ان تمام مالی عبادات کو چھوڑنے پر تیار نہیں ہیں تو سود کھا کر اللہ اور رسول سے اعلان جنگ کرنے کیسے تیار ہو سکتے ہیں۔

ایک سچے مسلمان کے نزدیک سود چھوڑنے کی وجہ سے زر کی قدر کا کم ہو جانا خسارہ نہیں ہے۔ بلکہ اصل خسارہ یہ ہے کہ سود لینے کی وجہ سے آخرت برباد ہو جائے!

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ نقصان دراصل ہماری ایک اجتماعی تقصیر کی سزا ہے اور وہ اسلامی طریقہ مضاربت کو رواج نہیں دیا۔ کرنا یہ چاہیے کہ لوگ اپنے

اور بینک
کو بینک کی معرفت کاروبار میں لگائیں اور بینک ان کاروپیہ
کی معرفت کاروبار میں لگائیں اور بینک ان کاروپیہ
امانت رکھنے کی بجائے ان سے ایک عام شراکت
نامہ طے کرے اور ایسے تمام اموال کی مختلف قسم کے
تجارتی، صنعتی، زراعتی یا دوسرے ان جائز کاروبار
میں جو بینک کے دائرہ عمل میں آسکتے ہوں، لگائے
اور اس مجموعی کاروبار سے جو منافع حاصل ہوتا ہے
ایک طے شدہ نسبت کے مطابق ان لوگوں میں اسی طرح
تقسیم کرے جس طرح خود بینک کے حصہ داروں
میں منافع تقسیم ہوتا ہے۔

کثرتِ مال باعثِ وبال:

حضرت سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کو خط لکھ بھیجا۔

اے میرے بھائی! دنیا کا اتنا مال جمع کرنے سے بچتے رہنا جس کا تم شکر ادا نہ کر سکو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا: اللہ کی بارگاہ میں ایک ایسے مالدار کو لایا جائے گا جس نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی تھی اس کا مال اس کے سامنے رکھا ہو گا جب وہ پل صراط کو پار کرنے لگے گا تو اس کا مال اس سے کہے گا (پل صراط سے) گزر جا تو نے میرے معاملے میں اللہ عزوجل کا حق ادا کر دیا تھا پھر اللہ کی بارگاہ میں ایسے مالدار کو لایا جائے گا جس نے دنیا میں اللہ کی اطاعت نہیں کی تھی اس کا مال اس کے سامنے رکھا ہو گا جب بھی وہ پل صراط سے گزرنے لگے گا اس کا مال اس سے کہے گا تو ہلاک و برباد ہو! تو نے میرے معاملے میں اللہ عزوجل کا حق کیوں ادا نہ کیا وہ اسی طرح رہے گا یہاں تک کہ اپنی ہلاکت و بربادی کی دعائیں کرنے لگے گا۔

(الزواجر عن اقتراف الکبائر)

جیسے پیسہ عزت دیتا ہے؟

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جیسے پیسہ عزت دیتا ہے اسے اللہ تعالیٰ ذلیل کرتا ہے (المنہج السابق)

حلال کمائی کی تلاش فرض ہے۔

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حلال کمائی کی تلاش ایک فرض ہے کے بعد دوسرا فرض ہے۔ (مشکوۃ المصابیح)

بقدر ضرورت طلب معاش فرض ہے:

"صاحب مرآۃ المناجیح" اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں یعنی عبادات فرضیہ کے بعد یہ فرض ہے کہ اس پر بہت سے فرائض موقوف ہیں خیال رہے کہ یہ حکم سب کے لیے نہیں صرف ان کے لیے جن کا خرچ دوسروں کے ذمہ نہ ہو بلکہ اپنے ذمہ ہو اور اس کے پاس مال بھی نہ ہو ورنہ خود مالدار پر جو چھوٹے بچوں پر فرض نہیں۔ یہ خیال رہے کہ بقدر ضرورت معاش کی طلب ضروری ہے"

ایک اہم مسئلہ:

علماء کرام فرماتے ہیں کہ بقدر ضرورت کمائی فرض ہے اور زیادہ مباح (یعنی نہ ثواب اور نہ گناہ) اور فخر و زیادتی مال کے لیے کمائی مکروہ ہے

(مراۃ المناجیح)

حلال سے دعائیں قبول ہوتی ہیں:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ عظیم صحابی تھے انھوں نے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم دعا فرمائیں کہ میری تمام دعائیں درِ اجابت پر مقبول ہو کر ہیں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: رزق حلال کھاؤ تاکہ تم مستجاب الدعوات بن جاؤ (یعنی تمہاری دعائیں قبول ہوں گی)

انبیاء کرام علیہم السلام کے پیشے:

کسی پیغمبر نے نہ سوال کیا نہ ناجائز پیشے کیے، ہر نبی نے کوئی نہ کوئی حلال پیشہ ضرور کیا چنانچہ آدم علیہ السلام نے اولاً کپڑا بننے کا کام کیا اور بعد میں آپ کھیتی باڑی میں مشغول ہو گئے ہر قسم کے بیج جنت سے ساتھ لائے تھے۔ ان کی کاشت فرماتے تھے ان کے سوا سارے پیشے کیے۔

نوح علیہ السلام کا کام لکڑی کا کام تھا۔ ادریس علیہ السلام درزی گری فرماتے تھے۔ حضرت ابراہیم کا پیشہ کھیتی باڑی تھا حضرت شعیب علیہ السلام جانور پالتے تھے اور ان کے دودھ سے معاش حاصل کرتے تھے لوط علیہ السلام کھیتی باڑی کرتے تھے۔

موسیٰ علیہ اسلام نے چند سال بکریاں چرائیں داؤد علیہ اسلام زرہ بناتے تھے سلیمان علیہ اسلام اتنے بڑے بادشاہ ہو کر درختوں کے پتوں سے پنکھے اور زنبیلیں بنا کر گزر فرماتے تھے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سیر و سیاحت میں رہے نہ کہیں
مکان بنایا نہ نکاح کیا اور فرماتے تھے کہ جس نے مجھے راستہ دیا
ہے وہ ہی شام کا کھانا دے گا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے بکریاں بھی چرائی ہیں اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے
مال کی تجارت بھی فرمائی غرض ہر قسم کی حلال کمائیاں سنت
انبیاء ہیں ان کو عار جاننا نادانی ہے

حلال کی تلاش میں تھکے ماندے شخص کی شان:

حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا جو شخص رزق حلال کی تلاش میں تھکا ماندہ گھر جاتا
ہے وہ مرحوم، مغفور ہوتا ہے جب صبح اٹھتا ہے تو اللہ
تعالیٰ اس سے راضی ہو جاتا ہے۔ (کیمیائے سعادت)

کسب حلال کے عقلی فوائد:

1. حلال کمائی پیغمبروں کی سنت ہے
2. کمائی سے مال بڑھتا ہے اور مال سے صدقہ، خیرات، حج، زکوۃ
مسجدوں کی تعمیر خانقاہوں کی عمارت ہو سکتی ہے
3. کمائی کھیل کود اور صد ہا جرموں کو روک دیتی ہے۔
چوری، ڈکیتی بدمعاشی چغلی غیبت لڑائی جھگڑے سب
بیکاری کے نتیجے ہیں۔
4. کسب سے انسان کو ذلت کی عادت پڑتی ہے اور دل سے
غرور نکل جاتا ہے۔
5. کسب میں غربت و فقیری میں امن ہے اور غریبی دنیا
برباد کر کے دونوں میں حذف کا کرتی ہے الا ما شاء اللہ
6. جو کوئی کمائی کرنے نکلتا ہے تو اعمال لکھنے والے فرشتے کہتے ہیں کہ
اللہ تعالیٰ تیری حرکت میں برکت دے اور تیری اور تیری کمائی
کو جنت کا ذخیرہ بنائے اس دعا پر زمین و آسمان کے فرشتے آمین کہتے ہیں
(تفسیر روح البیان)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تمنا:۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے
موت تو کسی نہ کسی مقام پر آکر ہی رہے گی
لیکن میرے نزدیک بہترین اور محبوب ترین موت یہ ہے کہ میں اپنے اہل و عیال کے لیے بازار میں رزق حلال کسب میں مشغول ہوں تو موت آئے۔ (کیمیائے سعادت)

غرباء و فقرا 500 سال پہلے جنت میں:۔

غریبوں مسکینوں کے
آخرت میں مزے ہوں گے کہ مالی عبادات جیسے زکوۃ، فطرہ، حج وغیرہ کے متعلق پوچھ گچھ سے مامون ہوں گے کیونکہ یہ احکام مال دار صاحب استطاعت مسلمانوں کیلئے ہیں بروز محشر جبکہ مال دار بارگاہ خدا میں اپنے مال کے متعلق حساب کتاب دینے میں مشغول ہوں گے
ادھر نادار مسلمان اللہ عزوجل کی رحمت و مشیت سے جنت میں داخل ہو رہے ہوں گے اور یوں جنت میں فقیروں غریبوں کا داخلہ امیروں سے پہلے ہوگا جیسا کہ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے
مسلمان فقراء اغنیا سے آدھا دن پہلے جنت میں داخل ہو جائیں گے اور وہ (آدھا دن) 500 سال (کے برابر) ہوگا
(جامع ترمذی کتاب الزھد)
حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ
غریبوں کے امیروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخلے

کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔
خیال رہے کہ یہ دیر حساب کی وجہ سے نہ ہوگی
رب تعالیٰ سارے عالم کا حساب بہت جلد لے گا۔ یہ ان
فقراء کی شان دکھانے کیلئے ہوگی کہ امیروں کو حساب کے نام
پر روک لیا گیا اور فقیروں کو جنت کی طرف چلتا کر دیا گیا
(مراۃ المناجیح جلد 7 صفحہ 67)

حصول معاش میں مختلف پیشوں کی فضیلت:۔

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک شخص نے اٹھ کر پوچھا: یا رسول اللہ
میرے پیشے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ نبی کریم
صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا پیشہ کیا ہے؟ اس نے عرض
کی درزی کا کام کرتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا
اگر تو ادریس پیغمبر کے ہمراہ جنت میں جائے گا پھر ایک
اور آدمی نے اٹھ کر عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
فرمایا۔ یہ بہت اچھا کام ہے اس واسطے کہ یہ کام حضرت ابراہیم
علیہ السلام کا تھا۔ یہ مبارک اور فائدہ مند کام ہے خداوند
تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے تجھے برکت دے
گا اور قیامت کے دن بہشت میں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام
کے نزدیک ہو گا۔

پھر ایک اور آدمی نے عرض کی یا رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم
آپ کی رائے میں میرا پیشہ کیسا ہے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
نے فرمایا کہ تو کیا کام کرتا ہے، اس نے عرض کی میرا کام
تعلیم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تیرے کام کو اللہ
تعالیٰ بہت ہی اچھا جانتا ہے اگر تو خلقت کو نصیحت کرے

حصول معاش میں مختلف پیشوں کی فضیلت:

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک شخص نے اٹھ کر پوچھا یا رسول اللہ! میرے پیشے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا پیشہ کیا ہے؟ اس نے عرض کی درزی کا کام۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر تو راستی سے کام کرے تو بہت اچھا ہے قیامت کے دن تو ادریس پیغمبر کے ہمراہ جنت میں جائے گا۔ پھر ایک آدمی نے اٹھ کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پیشے کی نسبت آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا تو کیا کام کرتا ہے؟ اس نے عرض کی کھیتی باڑی! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا: یہ بہت اچھا کام کام ہے۔ اس واسطے کہ یہ کام حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تھا یہ مبارک اور فائدہ مند کام ہے خداوند تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے تجھے برکت دے گا اور قیامت کے دن بہشت میں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نزدیک ہوگا۔

پھر ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی رائے میں میرا پیشہ کیسا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو کیا کام کرتا ہے؟ اس نے عرض کی! میرا کام تعلیم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تیرے کام کو اللہ تعالیٰ بہت ہی اچھا جانتا ہے۔ اگر تو

خلقت کو نصیحت کرے گا تو قیامت کے دن حضرت
خضر علیہ السلام کا سا ثواب پائے گا تو قیامت کے
دن حضرت خضر علیہ السلام کا سا ثواب پائے گا اور
اگر تو عدل کرے گا تو آسمان کے فرشتے تیرے لیے
معافی کے خواستگار ہوں گے۔ پھر ایک اور آدمی نے
اٹھ کر عرض کیا: یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے
پیشے کی نسبت آپ کیا فرماتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ
نے فرمایا: تیرا پیشہ کیا ہے؟ اس نے عرض کی: سوداگری
آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اگر تو راستی (سچائی)
سے کام کرے گا تو جنت میں پیغمبری کا ہمراہی ہوگا۔

(انیس الارواح)

گا تو قیامت کے دن حضرت خضر علیہ السلام کا سا ثواب پائے گا۔ اور اگر تو عدل کرے گا تو آسمان کے فرشتے تیرے لیے معافی کے خواہشگار ہوں گے پھر ایک اور آدمی نے اٹھ کر عرض کیا یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: میرے پیشے کی لبنت آپ کیا فرماتے ہیں فرمایا تیرا پیشہ کیا ہے عرض کی سوداگری آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تو راستی سے کام کرے گا تو جنت میں پیغمبری کا ہمراہی ہو گا۔

(السنین الادوح)

رزق کے دس حصے:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجارت کیا کرو مخلوق کے رزق کے دس حصوں میں نو (۹) حصے تجارت میں ہیں (کیمیائے سعادت)

ایک اور روایت میں ہے کہ

"رب تعالیٰ نے رزق کے دس حصے کیے نو (۹) حصے تاجر کو دیئے اور ایک حصہ ساری دنیا کو" (اسلامی زندگی)

تجارت اعلیٰ پیشہ:

"صاحب مراۃ المناجیح اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دیگر پیشوں سے تجارت اعلیٰ پیشہ ہے پھر تجارت میں غلہ کی، پھر کپڑے کی۔ پھر عطر کی تجارت افضل ہے ضروریاتِ زندگی اور ضروریات دینی کی تجارت دوسری تجارتوں سے بہتر ہے پھر سچا تاجر مسلمان بڑا ہی خوش نصیب ہے کہ اسے نبیوں ولیوں کے ساتھ حشر نصیب ہوتا ہے مگر یہ ہمراہی ایسی ہوگی جیسے خدام کو آقا

کے ہمراہی ہوتی ہے یہ مطلب نہیں کہ یہ تاجر نبی بن جائے
گا۔ اچھا تاجر ناجور ہے برا تاجر فاجر ہے
(مرآۃ المناجیح)

مالِ حرام پر نیتِ ثواب کفر ہے۔

جس شخص سے سود لیا
وہ اور اس کے وارث نہ ملے تو اتنا مال بلا نیتِ ثواب فقراء کو
دے دیا جائے گا اس کو اپنے صرف (استعمال) میں لانا حرام ہے
علماء کرام نے اس میں "بلا نیتِ ثواب" کی قید لگائی ہے کیونکہ
مالِ حرام کو صدقہ کرنے کے بعد ثواب کی امید رکھنا کفر ہے۔
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ
اللہ علیہ (متوفی 1340ھ) پردادا استاد حضرت پیر علاؤالدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ
فتاویٰ رضویہ (33 جلدوں پر مشتمل) میں لکھتے ہیں مال حرام
فقیر کو دے کر ثواب کی امید رکھنا کفر ہے اور اگر فقیر کو معلوم
ہو کہ اس نے مال حرام دیا ہے اور اس کے لئے دعا کرے اور
وہ آمین کہے تو دونوں نئے سرے سے کلمہ اسلام پڑھیں اور
تجدید نکاح کریں۔
(فتاویٰ رضویہ جلد 17 صفحہ 352)

دنیا میں مشغولیت اور لمبی امیدوں کی مذمت میں احادیث۔

لمبی امید رکھنا نفسیاتی بیماری
ہے اور جب یہ امید دل میں جگہ پکڑ لے تو اس کا علاج مشکل
ہو جاتا ہے۔ لمبی امید کی حقیقت دنیا کی محبت اور اس پر اوندھے
منہ گر جانا ہے اور آخرت سے اعراض کرنا ہے۔
حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا چار چیزیں بدبختی کی علامت ہیں
① آنکھوں کا خشک ہو جانا ② دل کا سخت ہو جانا

③ لمبی امید رکھنا ④ دنیا کی حرص کرنا

(مجمع الزوائد جلد 10 صفحہ 226)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ابن آدم بوڑھا ہو جاتا ہے اور اس میں دو چیزیں بڑھ جاتی ہیں مال اور لمبی عمر کی محبت (صحیح بخاری حدیث 6421)

ام الولید بنت عمر بیان کرتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا اے لوگو! کیا تم حیا نہیں کرتے! مسلمانوں نے کہا یا رسول اللہ کس چیز سے؟ آپ نے فرمایا تم ان چیزوں کو جمع کرتے ہو جن کو کھا نہیں سکتے اور ان مکانوں کو بناتے ہو جن میں تم نہیں رہو گے تم ان چیزوں کی امید رکھتے ہو جن کو تم پا نہیں سکتے۔ کیا تم اس سے حیا نہیں کرتے

(المعجم الکبیر جلد 25 صفحہ 172)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے دو کاندھوں کو پکڑ کر فرمایا دنیا میں اس طرح رہو جیسے تم مسافر ہو یا راستہ عبور کرنے والے اور حضرت ابن عمر یہ کہتے تھے کہ جب شام ہو تو صبح کا انتظار نہ کرو اور صبح ہو تو شام کا انتظار نہ کرو اور اپنی صحت سے بیماری کا حصہ لو اور اپنی زندگی سے اپنی موت کا حصہ لو

(صحیح بخاری حدیث: 6416)

مستقبل سے امیدیں وابستہ کرنے کے جواز اور عدم جواز کا محل

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا یہ منشاء
نہیں ہے کہ انسان مستقبل کے لیے کوئی منصوبہ نہ بنائے۔ نبی
کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے عمرہ کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔
حدیبیہ میں ان شرائط پر صلح کی تھی کہ مسلمان اس سال
واپس چلے جائیں اس طرح کی اور بھی شرائط تھیں۔
آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے مختلف علاقوں میں وفود اور
مکاتب بھیجے۔ دشمن کے علاقوں میں جاسوس روانہ کئے
جہاد کے لیے لشکروں کو بھیجا جب فتوحات کی کثرت
ہوئی اور مسلمانوں میں خوشحالی آگئی تو آپ ازواج
مطہرات میں سے ہر ایک کو ایک سال کی خوراک مہیا
فرما دیتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مستقبل کے لیے پس
انداز کرنا اور منصوبے بنانا اور امیدیں رکھنا اسلام میں
مطلقاً ممنوع نہیں۔ ممنوع صرف یہ چیز ہے کہ اسلام
میں کہ انسان صرف دنیا کمانے اور دنیاوی زیب و
زینت سے بہرہ اندوز ہونے میں مشغول رہے اور آخرت
کی طرف اس کی کوئی توجہ نہ ہو اور جب انسان کا
مقصود صرف آخرت ہو اور دنیاوی امور کو صرف اخروی
کامیابی کے حصول کا وسیلہ گردانے اور اخروی ثواب
کو حاصل کرنے کیلئے دنیا کو حاصل کرے۔ اس کے منصوبے
بنائے اور اس کی امیدیں رکھے تو یہ نہ صرف جائز
بلکہ مستحسن اور کار ثواب ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
فرماتے ہیں میں نماز میں بھی لشکر کی صفیں ترتیب دیتا

رہتا ہوں۔

حضرت عثمان بن عفان اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما مال دار تھے۔ لیکن وہ اپنے مال کو دین کے لیے خرچ کرتے تھے۔

سو اگر انسان مال کمانے کے لیے تجارتی منصوبے بنائے اور اس میں کامیابی کی امید رکھے لیکن اس مال کو وہ دین کیلئے خرچ کرنا چاہتا ہو یا کوئی شخص اعلیٰ تعلیم حاصل کرے اور اسکا منصوبہ یہ ہو کہ اسے کوئی اچھی ملازمت مل جائے یا بیرون ملک کوئی عمدہ جاب مل جائے اور اس آمدنی کی وجہ سے لوگوں کا دست نگر نہ بنے اور اپنے ماں باپ اور بہن بھائیوں اور بیوی بچوں کی کفالت کر سکے تو اس کا یہ منصوبہ اور یہ نیت بھی کار ثواب ہے اس طرح جو شخص لوگوں کے آگے دست سوال دراز کرنے سے بچنے کیلئے محنت مزدوری کرے۔ اس کے منصوبے بنائے اور روزگار کی امید رکھے تو اس کی یہ امید بھی اسلام میں مطلوب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اوپر جن کی کفالت کی ذمہ داری رکھی ہے اس ذمہ داری کو پورا کرنے کیلئے تگ و دو کرنا اور اس میں کامیابی کے حصول کی امید رکھنا بھی دین اور عبادت ہے۔ اسلام میں جو لمبی امیدیں رکھنا ممنوع ہے وہ صرف اس شخص کیلئے ہے جو صرف دنیا کا ہو کر رہ جائے اور اس کے پیش نظر آخرت نہ ہو اور ریاہ امیدوں کی مذمت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منشا

یہ تھا کہ انسان موت کو زیادہ یاد کرے۔ کیونکہ جب انسان موت کو یاد رکھے گا تو گناہوں سے بچتا رہے گا۔ (شرح صحیح مسلم)